

رسائل و مسائل

گناہ اور مغفرت

شیخ الحدیث مولانا عبد الملک صاحب منصوبہ

سوال :- اُمید ہے مزاج بخیر ہوں گے اور انشاء اللہ میری معروضات و گزارشات پر غور فرما کر جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں گے، محترم ملک غلام علی صاحب کے ”جسٹس“ کے منصب پر فائز ہونے سے قبل میں عموماً سوالات و اشکالات کے سلسلے میں انہیں زحمت سے لیا کرتا تھا۔

گذشتہ ہفتہ عشرہ کے دوران میں یہاں جدید تعلیم یافتہ افراد کے ایک سنجیدہ حلقے میں ایک بحث چھڑی، سوال زیر بحث یہ تھا کہ ”گناہگار مسلمان“ کیا اپنے گناہوں کی سزا پائیں گے یا نہیں؟ انہیں اگر گناہوں کی سزا ملی تو کیا وہ دوزخ ہی کے کسی حصے میں دی جائے گی یا دوزخ سے جدا کسی مرے اور مقام پر؟ کیا دوزخ میں ڈالے جانے والے اہل ایمان کے وٹاں قیام میں ”خلود“ ہوگا۔ یا عارضی طور پر وٹاں انہیں رکھ کر پھر جنت میں بھیج دیا جائے گا؟

اس بحث میں دینی علوم سے بہرہ مند اشخاص سے بھی رجوع کیا جاتا رہا لیکن سوال کا جس حد تک جواب ملتا، اُس سے کئی اور سوال پیدا ہو جاتے۔ یوں بحث کا یہ سلسلہ فکر اور احساس مندی کے ساتھ جاری رہا، یعنی اس میں محض ذہنی عیاشی یا دلائل کی گولہ بازی مقصود نظر نہیں آتی تھی، پتہ چلتا تھا کہ جواب پانے کے خواہش مند

فی الواقعہ سنجیدگی سے اس سوال کا حتمی جواب چاہتے ہیں۔ آج سعودی تبلیغی مشن کے ایک فاضل ممبر — جواہل حدیث مکتب فکر سے متعلق ہیں — خصوصی طور پر بلائے گئے، خیال تھا کہ وہ جس علمی مرتبے کے آدمی ہیں، کافی دشنامی جواب فراہم کریں گے لیکن ان کے خطاب نے خود احادیث نبوی کے بارے میں ذہنوں میں کئی سوالیہ نشان پیدا کر دیئے ہیں۔ آپ سے رجوع کرنے کا فوری سبب ہی یہ بنا ہے کہ ان صاحب کی پیش کردہ احادیث نے تشکیک کی کچھ ایسی بھر پی پیدا کر دی ہیں جن کا بڑھنا اور تیز ہونا خاصا مسئلہ عقیدہ و ایمان بن سکتا ہے۔

ان کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ گاروں کو بخش نہیں دے گا وہ گویا تعلیمات اسلام کی توہین کر رہا ہے، انہوں نے بعض ایسی احادیث پیش کیں جن میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات اپنا لمحہ دراز کر دیتا ہے کہ دن بھر شرک کے علاوہ مجملہ گناہ کرنے والے اشخاص مغفرت طلب کریں اسی طرح ہر صبح اپنا لمحہ پھیلاتا ہے کہ رات بھر گناہ و عصیاں کا ارتکاب کرنے والے اس کے نیچے پناہ گزین ہو جائیں اور وہ انہیں بخش دے۔ انہوں نے وہ حدیث بھی سنائی جس میں محض ایک کتے کو پانی پلا دینے والی عورت کو بخشش کا پروانہ ملی گیا اور فقط ایک بلی کو ہلاک کر دینے والی صالحہ و عابدہ کو جہنم میں ڈال دیا گیا۔ انہوں نے یہ حدیث بھی پیش کی کہ اگر تم لوگوں نے گناہ نہ کیے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فنا کر کے اور مٹا کر نئی امت پیدا کر دے گا اور ان سے گناہ کر لئے گا (الفاظ قابل غور ہیں) جب وہ گناہ کریں گے تو انہیں کہے گا کہ بخشش مانگو تو پھر انہیں مغفرت سے نوازا جائے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مبین میں بندوں سے کیسے رویتے کا مطالبہ کرتا ہے؟ گناہ و نافرمانی یا اطاعت و فرمانبرداری، ظاہر ہے کہ اسلام کا سب سے بڑا اور بنیادی تقاضا ہی یہ ہے کہ تمام انسان خدا اور اس کے رسول کی اطاعت اختیار کریں۔ پھر کتاب و سنت کی معروف تعلیم یہی ہے کہ خدا کی زمین پر ظلم و عصیان، فتنہ و فساد، بغاوت اور عسکر کشی کی روش کا مومن مقابلہ کریں۔ انسانیت

کو گندے اور شیطانی ماحول سے نجات دلانے کے لیے جہاد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں، خدا کی زمین کو اشراار اور شیاطین اور طواغیت کے غلبے سے نکالنے کی جدوجہد کریں۔ ایسے کام کرنے والوں کا اجر کتاب حکیم اور احادیث میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ مومنانہ روش کے علی الرغم طرز عمل اپنانے والوں کے انجام کی خبر بھی پوری تفصیلات کے ساتھ قرآن و حدیث میں آتی ہے۔

میں نے جیسا کہ اوپر عرض کیا ہے کہ مذکورہ عالم دین کے مذکورہ فتویٰ سے حق کا کام کرنے والوں کے لیے جیسی فضا پیدا ہونے کا امکان پیدا ہو سکتا ہے اور گناہوں کے معاملے میں بے باکی عام ہو جانے کا احتمال ہو سکتا ہے، اُسی نے مجبور کیا ہے کہ آپ کو خط لکھ کر متوازن رائے لی جائے، اب آپ سے اختصاراً جن سوالات کے جواب مطلوب ہیں وہ یہ ہیں:-

۱۔ شرک سے محفوظ لیکن باقی گناہوں میں ملوث مسلمان کیا دوزخ میں جاسکتے ہیں؟
۲۔ کیا دوزخ میں انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ڈالا جائے گا یا کسی محدود مدت کے لیے؟

۳۔ اعمال اور احساس دونوں میں کوئی تطابق و تعلق ہے یا ایک بڑے اعمال رکھنے والا شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی آس لگالے تو یہ اُمید و آس کیا اُس کے اعمال کو دھو دے گی؟

۴۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اطاعت کی اہمیت زیادہ ہے یا گناہ کے ساتھ احساسِ ندامت کی؟

۵۔ مذکورہ بالا ایک حدیث اگر صحیح ہے (کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بصورتِ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ انہیں مٹا کر ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے گناہ کرائے گا اور پھر انہیں مغفرت سے نوازے گا)، تو پھر شیطان گویا اللہ تعالیٰ کا ضنا ہی تو پورا کر رہا ہے، اُسے مطعون کرنا یا خدا کے نافرمانوں میں اصلاح و تعمیر کی کوشش کرنا بے معنی و فضول ہے بلکہ خدا کے مشاک کے خلاف ہے (العیاذ باللہ)

۶۔ براہ مہربانی مناسب و متوازن نکتہ نظر سے — قرآن و حدیث اور

علمائے اُمت کی آراء کے حوالوں کے ساتھ — آگاہ فرمائیں ،

ممنون ہوں گا اور ہم بہتوں کا مجھلا ہوگا۔

۷۔ اس بحث میں شریک تمام لوگ تحریک اسلامی کے متفق نہیں ہیں، لیکن مولانا

مودودی کا اس سلسلے میں جو موقف ہے وہ بھی مکمل آجائے تو تسلی کے لیے کافی ہوگا۔

جواب :- آپ کے تمام سوالوں کا دو ٹوک اور مختصر جواب قرآن پاک کی درج ذیل آیات میں آجاتا ہے۔

۱۔ ”قل یا عبادِ الذین اسما علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ انہ هو العفور الرحیم۔ وانیبوا لی سابقکم واسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون۔“

(۳۹) (۵۳) (۵۴)

”اے نبی! کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر ریادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ تو غفور و رحیم ہے۔ پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع ہو جاؤ اس کے، قبل اس کے کہ تم پر عذاب آجائے اور پھر کہیں سے تمہیں مدد نہ مل سکے۔“

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بندگی اور اطاعت کی طرف پلٹ آنے سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ آیت میں پیش کردہ اسی اصول کی بنیاد پر کفار و مشرکین کو اسلام کی دعوت دہ جاتی ہے۔ کفر اور شرک سے بڑا گناہ اور کوئی نہیں ہے۔ لہذا جب توبہ اور اطاعت کی طرف پلٹ آنے سے کفر و شرک معاف ہو جاتے ہیں تو باقی گناہ بدرجہ اولیٰ توبہ اور انابت سے معاف ہو سکتے ہیں۔

۲۔ آیات توبہ و انابت کے بغیر بھی گناہ معاف ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ تو اس سلسلہ میں سورۃ النساء

”ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد افترى اثماً عظيماً“

”اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھہرایا اس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کیا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی“ (۴-۴۸)

اس آیت میں شرک کی عدم مغفرت اور شرک کے ماسوا گناہوں کی بخشش کو تحت المشیت قرار دیا گیا ہے۔ اس تقابل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس آیت میں زیر بحث مغفرت وہ ہے جو توبہ کے بغیر ہو۔ اس لیے کہ توبہ کے ساتھ تو شرک کی مغفرت بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن ”یغفر ما دون ذلك“ کے الفاظ کے ساتھ ”لمن يشاء“ کی قید ہے۔ یعنی اللہ چاہے گا تو بخشش کرے گا، نہیں چاہے گا تو بخشش نہیں ہوگی۔

قرآن وحدیث سے جو اصول ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اللہ نہیں ہوتی بلکہ کسی اور ضابطے کے تحت ہوتی ہے۔ لہذا آیت سے تو اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ شرک اور کفر کے سوا باقی تمام گناہ قابلِ معافی ہیں۔ رہی یہ بات کہ کن کے لیے معافی ہے اور کن کے لیے نہیں تو یہ اللہ کی مشیت کے سپرد ہے۔ لیکن اللہ کی مشیت بغیر کسی استحقاق کے نہیں ہوتی اس لیے جو لوگ بخشش کے مستحق ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی بخشش کرے گا اور جو مستحق نہ ہوں گے، ان کی بخشش نہیں کرے گا۔

بخشش کے استحقاق کے لیے جو اصول اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں ان میں ایک اصول توبہ واستغفار کا ہے، جس سے ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے بشرطیکہ توبہ واستغفار حقیقی ہو اور اللہ تعالیٰ اسے قبول بھی کر لے۔ لہذا کفر و شرک کے علاوہ بھی جس گناہ سے کسی نے مقبول توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کی مشیت فرما دے گا۔

۲۔ نیکوں اور برائیوں کا موازنہ کرنے کے بعد نیکیوں کے غلبے کی وجہ سے معافی۔

”ودفع الموازن من القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئاً“

”ہم قیامت کے روز انصاف کے ترازو لگا دیں گے اس لیے کسی نفس پر ذرا برابر بھی زیادتی نہیں کی جائے گی۔“

”فمن يعمل مثقال ذرة خيراً يره ومن يعمل مثقال ذرة شراً يره“۔

”جس نے ذرہ برابر نیکی کی اُسے وہ دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بُرائی کی اُسے بھی دیکھے گا۔“

”ووضع الكتاب فترى المجرمين مشفقين مما فيه وليقولون لو يئلتنا ما لهذا الكتاب لولا عقاب صغيرة ولا كبرة الا احصاها ووجدوا ما عملوا حاضراً ولا يظلم ربك احداً“
اور کتاب عمل بنامنے لاکر رکھ دی جائے گی۔ پھر یہ منتظر آپ کے سامنے آئے گا کہ مجرمین اس کے مندرجات سے کانپ رہے ہوں گے اور کہیں گے کہ ہمارے بد بختی، اس کتاب کو کیا ہو گیا ہے کہ اُس نے کسی بھی چھوٹی بڑی چیز کو احاطے کے بغیر نہیں چھوڑا، لوگ اپنے اعمال کو حاضر پائیں گے۔ اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

۳۔ بعض نیکیاں اس قدر روزنی ہوں اور مقبول ہو جائیں کہ وہ سچے باقی گناہوں پر غالب آجائیں اور ان گناہوں سے توبہ کی توفیق کا سبب بن جائیں اسی بات کو واضح کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدری صحابہ کے بارے میں فرمایا: ”لعل الله اطلع على اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم“۔ (تمہیں معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھ لیا ہے اور اور فرمایا ”تم جو چاہو کرو“ میں نے تمہاری مغفرت فرمادی)۔ اہل بدر کی اس مغفرت کا یہ مطلب نہیں کہ اب ان کو اطاعت سے آزادی مل گئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی اطاعت کا حال اللہ کو معلوم ہو گیا ہے اور وہ امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں، جو کچھ ان کے بارے میں اُسے معلوم کرنا تھا وہ اُسے معلوم ہو گیا ہے۔ اس لیے اب وہ اطاعت پر ہیں، اور اگر بشری کمزوری کی وجہ سے کوئی گناہ اُن سے سرزد ہو گیا تو وہ اپنی تلافی کر لیں گے توبہ واستغفار کے ذریعے۔

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کے متعلق ایک بظاہر معمولی کام کی وجہ سے مغفرت

کی خبر دے دی ہو وہ اپنی جگہ درست ہے اور وہ بظاہر معمولی کام حقیقتہً بہت بڑا کام ہوتا ہے۔ لیکن ہماری نظر میں وہ معمولی ہوتا ہے۔ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ ایک ہی کام مختلف افراد کے لحاظ سے معمولی اور غیر معمولی قرار پاتا ہے۔ جس بدکار عورت کو ایک پیاسے گنے کو پانی پلانے پر بخش دیا گیا اُس کا یہ کام اُس کے اعتبار سے اور اُس کے قلبی جذبات و احساسات اور اخلاص کے لحاظ سے بڑی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر بدکار کے لیے ایسا کرنے سے گناہ معاف ہو جائیں گے بلکہ ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی گناہ کار کا ایسا کام اسی عمل کی طرح و زنی ہو جائے جس طرح اس بدکار عورت کا عمل و زنی ہو گیا تھا۔

اس سے یہ چیز واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ جو شخص محض اس بنا پر کہ شرک کے علاوہ باقی گناہوں کی معافی کی گنجائش موجود ہے، اپنے لیے واقعی معافی کے ہم معنی قرار دے کر گناہوں میں منہمک رہے تو وہ شیطان کے دھوکے اور غرورِ نفس کا شکار ہے۔ اُسے جتنی جلد ممکن ہو اپنی اصلاح کر لینا چاہیے۔

اگر کسی کا گناہ معاف نہ ہوا اور اُسے اس کی سزا بھگتنا پڑی تو کفر و شرک کے علاوہ کسی بھی گناہ کی سزا ”خلود فی النار“ نہیں ہے۔ ایسا شخص اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد اپنے ایمان کی جزا بھی پائے گا۔ اور یہ جزا و سزا بھگتنے کے بعد دائمی ہوگی۔ اس چیز کو حدیث میں یوں واضح فرمایا گیا — ”یخرج من النار من كان في قلبه مثقال ذرة من خردل من ايمان“ جہنم سے ہر اُس آدمی کو نکال لیا جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔

یہ حدیث کہ اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ کسی ایسی امت کو پیدا کرے گا جو گناہ کرے۔ کا مطلب گناہوں کی ترغیب نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہو ہی جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ انسانوں کو اُن کے ہر چھوٹے بڑے گناہ پر پوری سزا دینا چاہے تو پھر کسی بھی انسان کا سزا سے بچنا مشکل ہے۔ اور دوسری مخلوق پیدا کرنے کا ذکر اس لیے کیا گیا، کہ اللہ تعالیٰ ”خلافت فی الارض“ ایسی مخلوق ہی کو دیتا ہے جس میں نیکی کے ساتھ بدی کی صحت

بھی ہو جیسے کہ فرشتوں نے کہا تھا.....

”اتجعل قیہا من یفسد فیہا ویسفلک الدماء“۔

ان تہیدی کلمات کے بعد آپ کے سوالوں کا بالترتیب جواب یہ ہے :-

۱۔ شرک سے محفوظ لیکن باقی گناہوں میں ملوث مسلمان اپنے گناہوں کی سزا پانے کے لیے دوزخ میں جائیں گے، بشرطیکہ وفات سے پہلے انہوں نے اپنے گناہوں سے سچی توبہ نہ کر لی ہو، جسے اللہ تعالیٰ کے مومن قبولیت مل گئی ہو یا اُن کی نیکیاں اُن کے گناہوں پر کما یا کینفاً بھاری اور غالب نہ ہو گئی ہوں۔

۲۔ ہمیشہ جہنم میں رہنا صرف کفر و شرک کی سزا ہے۔ باقی کسی گناہ کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ مومن کو اُس کے گناہ کی سزا تو ملے لیکن ایمان کی جزا سے وہ محروم ہی ہے اور یہ انصاف کے منافی ہے۔ اور ”فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یردہ“ کے بھی منافی ہے۔

۳۔ ایک شخص اللہ کی رحمت اور مغفرت کی آس بغیر کسی سبب کے لگائے رکھے تو یہ اُس کی جہالت ہے۔ اسباب رحمت و مغفرت کو عمل میں لانے کے بعد ہی مغفرت کی آس لگانا معقول ہے۔

۴۔ اہمیت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی ہی کو حاصل ہے گناہ سے پہلے بھی اور گناہ کے بعد بھی۔ گناہ سے پہلے اطاعت یہ ہے کہ گناہ سے بچنے کی جدوجہد کرے اور گناہ کے بعد اطاعت یہ ہے کہ اُس سے توبہ کرے۔ معافی سے مایوسی کا شکار نہ ہو کہ گناہ میں گرفتار نہ رہے۔

گناہ کے بعد توبہ اور انکساری اور آہ و زاری بڑا مقام رکھتی ہے لیکن اس کے حصول کے لیے عداً گناہ کرنا انتہائی جہالت ہے اور ایسے شخص کے متعلق خطرہ ہے کہ اُسے توبہ کی توفیق ہی نہ ملے۔

جو کچھ لکھا گیا ہے یہی اہل اسلام کا نظریہ ہے سوائے معزکہ اور خوارج کے، کہ اُن کے نزدیک ”گناہ کبیرہ“ کی معافی کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ گناہ گار اس سے توبہ کر لے اور توبہ نہ کر سکے تو اُس کی سزا اور کفر کی سزا میں فرق نہیں ہوگا۔ دونوں کی سزا جہنم میں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ لیکن یہ نظریہ کتاب و سنت اور سلف صالحین اور عقل سلیم سے متصادم ہے۔ اسی طرح آپ کے

سلفی دوست نے جس انداز سے اس مسئلہ کو بیان کیا ہے وہ انداز بھی درست نہیں ہے اور اس سے سلف صالحین کے مسلک کی صحیح طور سے ترجمانی نہیں ہوتی۔ اُمید ہے کہ ان سطور سے آپ کی تشفی ہو جائے گی۔ (الشارع اللہ تعالیٰ)

ایک اشارہ مزید:

مولانا عبد الملک محترم نے نہایت ہی مدلل اور خوبصورت جوابی تخریر لکھی ہے۔ ایک سلیم الطبع آدمی کو گناہ اور مغفرت کے بارے میں کوئی الجھن باقی نہیں رہتی۔ مجھے یہاں محض ایک چھوٹی سی بات اور بیان کرنی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنی سلطنت کائنات اور گونا گوں مخلوق کا نظام چلانے کے لیے جا بجا ایسی آیات فرمائی ہیں جن کا اصل مقصد یہ واضح رہے کہ سلطنت کائنات کا دستور کیا ہے۔ مثلاً لا تبدیل لکلمت اللہ - حرمت علی نفسی اظلمہ یا اذ اجاء اجلهم لا یتستخرون ساعتاً ولا یستنقلون - تو فی الملک من تشاء وتنزع الملک من تشاء - یہی حالت گناہ کاروں کی سزا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی برتر اختیار ٹی کو واضح کر دیا کہ یخف لمن یشاء ویعذب من یشاء - ان آیات کو جب قانون مغفرت کی آیات سے گڈمڈ کر دیا جاتا ہے تو پڑھنے والا الجھ جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ سلطنت الہیہ کے دستور کو مرتب کر لیا جائے۔ (ن - ص)

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورت استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔

(را دارہ)